اسلامی روایات اوران کا تحفّظ

پانچواں باب

خنزیر خوری

از پروفیسر سید محمد جمیل صاحب واسطی ایم۔ اے (کینٹب) سندھ مدرسہ کالج کراچی

فاضل مقالہ نگار "اسلامی روایات کا تحفظ" کے زیرِ عنوان ایک مستقل سلسلۂ مضامین لکھ رہے ہیں لیکن آپ کو تعلیمی مشاغل سے فرصت کم ہوتی ہے اس لئے جب کبھی موقع ملتا ہے لکھ لیتے ہیں اور ازراہِ کرم اسے برہان میں اشاعت کے لئے بھیجدیتے ہیں چنانچہ اس سلسلہ کے چار مقالات برہان کی گذشتہ اشاعتوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ آج کی صحبت میں یہ پانچواں باب نذرِ قارئین ہے۔ چونکہ ہر باب ایک مستقل مقالہ ہے اس لئے ان مضامین کی اشاعت میں غیر معمولی فترت اور ان کا عدم تسلسل قارئین کے لئے ناگواری کا باعث نہ ہوگا۔ "برہان"

جیسا کہ اس سلسلہ کے باب اول میں بیان ہو چکا ہے۔ مسلمان تہذیب کے عناصرِ قوت کی غلط تشریح کے باعث اپنی تہذیب کی ان سب باتوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں جن میں اسلامی تہذیب یورپ کی حاکم عیسائی تہذیب سے مختلف ہے۔ منجملہ ازیں خنزیر خوری کی ممانعت ہے۔ اسلامی ممالک میں مغرب زدہ حلقوں میں خنزیر خوری کا رواج عام ہو رہا ہے۔ اس امر کے ثبوت کے لئے قاہرہ، استانبول، انگورہ کی زندگی اور مشرقِ قریب کے ان مسلمانوں کی زندگی کا مشاہدہ کافی ہوگا جو بوجوہ قلیل یا دراز عرصے سے یورپ میں مقیم ہیں۔ میں ذاتی مشاہدہ کے بعد

ان افسوسناک حالات کی جانب اشارہ کررہا ہوں۔

خنزیر خوری سب سے پہلے چین میں شروع ہوئی پھر رفتہ رفتہ تمام دنیا میں رائج ہوگئی قرآن کریم نے سور کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے۔ مگر کھانے کے جواز میں کہا جاتا ہے کہ آج کل مہذب ترین اقوام سور کا گوشت کھاتی ہیں۔ مسلمان محض بے بنیاد تعصب کی بنا پر ایک مفید خوراک کو اپنے اوپر کیوں حرام کرلیں وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا اس جگہ اُن امراض کا بیان جن کا تعلق سور سے ہے غالباً غیر مفید نہ ہوگا۔

سور ایک غلیظ جانور ہے۔ لاطینی شاعر ہورس اسے "گندگی کا دوست" کہتا ہے۔ موجودہ سائنس نے یہ ثابت کردیا ہے کہ جانداروں میں مرض کا ایک دائرہ قائم ہے۔ جس طرح مچھر اور چوہے ملیریا اور طاعون کے حامل ہوسکتے ہیں اسی طرح موجودہ سائنس نے سور کو بھی بہت سے امراض کا حامل ثابت کیا ہے۔

(۱) پیچش کی وہ قسم جو Balantidnil Coli جراثیم سے پیدا ہوتی ہے، ایک تکلیف دہ بیماری ہے جو مہلک بھی ثابت ہوسکتی ہے۔ یہ جراثیم عام طور پر سور کی انتڑیوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور اس کی غلاظت کے ساتھ خارج ہوکر اپنے اوپر ایک خول بنا لیتے ہیں لیکن اس خول کے اندر زندہ رہتے ہیں۔ ڈاکٹر چینڈلر نے ثابت کیا ہے کہ اس حالت میں یہ جراثیم انسانی خوراک میں داخل ہوجاتے ہیں اور پیچش کا باعث بنتے ہیں۔ ممالک متحدہ امریکہ کا محکمہ پبلک ہیلتھ اس مسئلہ پر غور اور تجربہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ اس جانور کو انسان سے علیحدہ رکھنا ضروری ہے کیونکہ جیسا کہ ڈاکٹر چینڈلر نے بھی ثابت کیا ہے یہ مرض زیادہ تر انہی ممالک میں پایا جاتا ہے جہاں سور اور انسانی زندگی کا گہرا تعلق ہے۔

(۲) ڈاکٹر چینڈلر نے اسی کتاب میں ایک اور قسم کے جراثیم کا ذکر کیا ہے جنہیں Faciolopsis Buski

---

a1 Chandler — Animal parasites and Human Disease. P. 7. (1926)

کہتے ہیں۔ یہ جراثیم سور کے ذریعے پانی میں اور پانی کی جونکوں میں چلے جاتے ہیں۔ اور ایسا پانی پینے سے انسان کے معدے میں پہنچتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ دست لگ جاتے ہیں اور تمام جسم سوج جاتا ہے۔

(۳) مشہور بیماری Hookworm Disease کے جراثیم جسم میں کھال کے رستے سے داخل ہو جاتے ہیں اور معدہ تک پہنچتے ہیں۔ مریض میں خون کی کمی اور بخار کی علامات ظاہر ہوتی ہیں اور معدہ کے زخموں کے ذریعہ تپ محرقہ کے جراثیم اور پھیپھڑے میں تپ دق کے جراثیم داخل ہو کر اس کا کام تمام کر دیتے ہیں۔ یہ بیماری بھی سور کے ذریعے پھیلتی ہے۔ سور اس انسان کا فضلہ کھا لیتا ہے جسے پہلے یہ بیماری ہو۔ یہ کیڑے سور کے اندر انڈے دیتے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھر جب سور کے فضلے میں نکلتے ہیں تو انسان کے لئے متعدی ثابت ہوتے ہیں۔ امریکہ میں راک فیلر انسٹی ٹیوشن فلموں کے ذریعہ لوگوں کو ان کیڑوں کے حالات سے آگاہ کرتا رہتا ہے تاکہ لوگ سور سے بچے رہیں۔

(۴) ایک اور بیماری کے کیڑے جنہیں Round worms کہتے ہیں نو دس انچ لمبے ہوتے ہیں اور جسم کے مختلف حصوں میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ مریض کو نمونیہ خناق اور امعاء کے امراض یکے بعد دیگرے لاحق ہوتے ہیں اور ڈاکٹر درست تشخیص نہیں کر سکتا ڈاکٹر سٹنٹ نے یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ کیڑے بھی سور کے ذریعے ہی انسانی جسم میں پہنچتے ہیں۔

(۵) پھیپھڑوں سے خون بہنا یعنی Endemic Haemoptysis مشرقی ایشیا میں بہت عام مرض ہے۔ اس مرض کے جراثیم صرف سور کے ذریعے ہی انسان تک پہنچتے ہیں اور یہ مرض صرف ان ملکوں میں پایا جاتا ہے جہاں کی معاشرت سور اور انسان میں قرب پیدا کرتی ہے جن ملکوں میں سور نہیں پایا جاتا وہاں یہ مرض مفقود ہے۔ اس مرض کا ابھی تک خاطر خواہ علاج نہیں مل سکا۔

(۶) ایک اور مرض جو انسانوں کو سور سے حاصل ہوتا ہے اس کا ڈاکٹری نام Clonorchiasis ہے۔ اس مرض میں جگر سوج جاتا ہے اور انسانی جگر کی تباہی کا باعث وہی جراثیم ہوتے ہیں جو

سور کے جگر میں بھی پائے جاتے ہیں اور اسی سے انسان کے جسم میں منتقل ہوتے ہیں جہاں سور نہیں پایا جاتا وہاں یہ مرض مفقود ہے۔

(۷) ڈاکٹر دوما سوریواس ایک اور امعائی کرم Gigantoryochus Gigas کا ذکر کرتے ہیں جو بیس تیس سنٹی میٹر لمبا ہوتا ہے اور جنوبی روس میں سور اور انسان کی انتڑیوں میں پایا جاتا ہے اس کے انڈے بھی سور کے فضلے سے انسانی خوراک کے ذریعے انسان کے اندر داخل ہوتے ہیں۔

(۸) تپ دق مشہور مرض ہے اور یہ مرض سور میں بہت پایا جاتا ہے۔ مریض سور کے گوشت کھانے سے یہ انسانی جسم میں پہنچ جاتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے محکمہ پبلک ہیلتھ کے اعداد شمار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ حکومت ہر سال لاکھوں خنزیروں کو تباہ کر دیتی ہے کیونکہ انھیں تپ دق ہوتی ہے اور ان کے ذریعہ انسانی حیات کو خطرہ ہوتا ہے۔

(۹) مشہور مرض .Tapeworn صرف خنزیر خور قوموں میں پایا جاتا ہے۔ اس مرض کے جراثیم کی تاریخ حیات یوں ہے کہ مریض انسان کا فضلہ سور کھا لیتا ہے۔ اس کے امعاء میں اس مرض کے نامکمل کیڑوں کی تعداد بہت بڑھ جاتی ہے اور پھر یہ کیڑے اس کے خون کے ذریعے سور کے مختلف حصوں میں جا کر گھر بنا لیتے ہیں۔ لہذا سور کھانے والے حضرات سور کے ساتھ یہ کیڑے بھی کھا لیتے ہیں۔ یہ کیڑا انسان کی انتڑیوں میں پہنچ کر مکمل ہوتا ہے اور کئی فٹ دراز ہو جاتا ہے انسان کے فضلہ کے ساتھ اس کے انڈے خارج ہوتے رہتے ہیں لیکن اس کی نشو و نما کے سلسلہ میں سور ایک لازمی کڑی ہے۔ اگر انسان سور نہ کھائے تو اسے یہ مرض ہو ہی نہیں سکتا۔

(۱۰) ایک اور مرض جسے Trichiniasis کہتے ہیں صرف خنزیر کے کھانے والوں کو لاحق ہوتا ہے۔ اس کے جراثیم خنزیر کے جسم میں سرایت کر جاتے ہیں اور اس طرح پھیلے ہوئے ہوتے ہیں کہ خردبین کا سطحی مشاہدہ ان جراثیم کے متعلق کافی معلومات بہم نہیں پہنچا سکتا۔ لہذا ڈاکٹروں کا

---

al Dumasso Rivas— Human Parasitolagy P. 338 (1920)

پاس کیا ہوا لحم الخنزیر بھی اکثر مرتبہ ان کیڑوں سے پیدا کئے ہوئے مہلک امراض کا باعث ثابت ہوا ہے۔

مندرجہ بالا امراض کے پورے حالات پڑھنے سے واضح ہوتا ہے کہ اس غلیظ جانور کا گوشت کھانا یا انسانی معاشرت میں اس کو پالتو جانور کی حیثیت میں رکھنا انسانی حیات کے لئے کتنا خطرناک ہے اس جانور کے ذریعے پیدا کئے ہوئے مرض اکثر مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ ان معلومات کے حصول میں میرے ایک دوست نے (جو ڈاکٹر ہیں اور انگلستان کے تعلیمیافتہ ہیں) بہت امداد کی ہے اگر اور اہل علم اس موضوع پر مزید تفتیش کریں تو ایک پر از معلومات کتاب لکھ سکتے ہیں۔

ہم مچھروں اور چوہوں کو ایک ایک مرض کا حامل خیال کرتے ہیں اور ان کو نیست و نابود کرنا اخلاقی فرض خیال کرتے ہیں۔ سور بہت سے امراض کا حامل بنتا ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ ہمارا حفاظت حیات کا جذبہ سور کے گوشت کو حرام اور اس کے قرب کو مکروہ قرار نہ دے لیکن افسوس ہے کہ کچھ مسلمان مغرب کی نقل کی خوشی میں اپنی کم علمی کا احساس نہیں رکھتے اور اپنی تہذیب کے پاکیزہ ترین اصولوں کو محض توہم خیال کرتے ہیں۔

یہ اتفاقی بات ہے کہ یورپ کی طاقت آج دنیائے اسلام پر مسلط ہے۔ اگر ہم پر چین کی حکمرانی ہوتی تو غالباً ہم چینیوں کی طرح چوہے کھانے کا جواز تلاش کرتے حقیقت یہ ہے کہ جو چیزیں اسلام نے حرام یا مکروہ قرار دی ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ انسانی علم و عقل و فطرت کے مطابق ناقابلِ خورد و نوش رہیں گی ویسے دنیا کی قومیں عجیب عجیب چیزیں کھا لیتی ہیں۔ فرانسیسی مینڈک کو لذیذ خوراک سمجھتے ہیں۔ بہ انگیزی مورخ تونیر کے مطابق وجیانگر کی ہندو آبادی اور وجیانگر کے راجہ علاوہ دوسرے جانوروں کے چوہے اور بلی اور چھپکلی کے گوشت کو بھی بطور خوراک استعمال کرتے تھے[۱] اور یہ چیزیں وجیانگر کے بازاروں میں کھانے کے لئے زندہ بکتی تھیں۔ عارضی سیاسی حالات کے ماتحت اپنی پاکیزہ زندگی کے دائمی اصولوں کو چھوڑ دینا صائبِ عقل کی دلیل نہیں۔ اگر مسلمان ہر اتفاقی فاتح کی نقل کرتے رہیں گے تو خدا جانے وہ آخر زمانہ تک کن کن ناپاک اور مکروہ چیزوں کو اپنی خوراک میں داخل کر لیں گے۔

---

1. Vincent Smith – The Oxford History of India. P. 315

انسانی تجربہ نے سور کے گوشت کو ورودِ اسلام سے صدیوں پہلے حرام قرار دیا ہے۔ مصرِ قدیم[۵۱] میں سور کا گوشت عوام کے لئے ممنوع اور مقدس پجاریوں کے لئے قطعاً حرام تھا۔ اور یہ امر یورپ کے اولین مورخ ہیروڈوٹس[۵۲] یونانی کی تاریخ میں بھی درج ہے۔ قدیم لاطینی مورخ پلینی[۵۳] کے مطابق قدیم عربوں فنیشوں اور حبشیوں میں بھی سور کے گوشت کا کھانا ممنوع تھا۔ تورات[۵۴] میں بیان ہے کہ خدا نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو حکم دیا کہ "سور اگرچہ اس کے سم پھٹے ہوئے ہوتے ہیں تمہارے لئے ناپاک جانور ہے۔ تم اس کا گوشت نہ کھاؤ۔ نہ اس کی لاش چھوؤ۔ وہ تمہارے لئے ناپاک ہیں" اور یہی حکم عہد نامۂ قدیم[۵۵] میں کئی جگہ دیا ہے۔ سور کا گوشت یہودیوں پر ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ مسلمانوں پر اور تاریخی طور پر بھی یہودی اس جانور کو انتہائی نفرت اور کراہت سے دیکھتے رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ یہودی النسل تھے اور وہ بھی سور کو یہودی قانون کے مطابق حرام خیال کرتے تھے۔ انجیل سے ان کا سور کا گوشت کھانا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ عہد نامۂ جدید میں سور کی ناپاکی کو کہانی کی صورت میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ متی کے آٹھویں باب میں درج ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سے شیطانی روحوں نے اجازت چاہی کہ وہ سوروں میں چلی جائیں اور حضرت عیسیٰؑ کے حکم سے وہ خبیث روحیں سوروں میں داخل ہوگئیں وہ سور دیوانہ وار بھاگے اور پانی میں گر کر ڈوب گئے۔ اسی طرح مرقس کے پانچویں باب میں بھی درج ہے۔ غرض موسوی قانون کے بعد حضرت عیسیٰؑ کی سوانحِ حیات میں سور اور شیطانی روحوں کا تعلق اسی کراہت کا ثبوت ہے جو عبرانی مذاہب کو سور سے ہے۔ یہی نفرت حضرت عیسیٰؑ کے حکم "موتیوں کو سور کے سامنے نہ بکھیرو" اور حضرت سلیمانؑ کے فاحشہ عورت کو "سور کی تھوتھنی میں سونے کے زیور" سے تشبیہ دینے سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔

غرض مناسب یہی ہے کہ مسلمان درست عناصرِ قوت یعنی علومِ فطرت اور صنعت اور اس کے بنیادی علمی و اقتصادی نظام کے قیام کی جانب متوجہ ہوں اور مغربی معاشرتی قباحتوں مثلاً بے پردگی۔۔ خنزیر خوری خمر نوشی وغیرہ کو اختیار کرنے میں دنیاوی طاقت و وقار کے حصول کی بیسود امید نہ رکھیں۔

---

[۵۱] Sir G. Wilkin Son - ancient Egypt. [۵۲] Herodotus. [۵۳] pliny.
[۵۴] Old Testament: Leviticus XI-4. [۵۵] Old Testament: Dentronomy XIV-8.